Lesson 14: Ale Imraan (Ayaat 169 - 185): Day 166

سُوْرَۃُ آلِ عِمْرَان کی تفسیر

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

﴿۱۷۵﴾ یہ (خوف دلانے والا) تو شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اگر تم مومن ہو تو ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا۔

یہاں دیکھیں کہ نعیم بن مسعود جیسے لوگوں کے لئے شیطان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جہاں کام ہوتا دیکھتے ہیں روڑے اٹکاتے ہیں۔ کچھ لوگ تو اللہ کے دین کا کام ہوتا دیکھ کر خوش ہوتے ہیں چاہے خود کچھ کریں یا نہیں۔ دوسروں کے جذبوں کی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ خواہ مخواہ بیٹھ کر نقص نکالتے ہیں اور ہمت توڑتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کرتے ہیں کہ اللہ کے دین کے کام رُک جائے۔ اللہ فرماتے ہیں ایسے لوگ شیطان کے چیلے ہیں۔

ہمیں صرف اللہ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ جسے اللہ کی طاقت کا یقین ہوتا ہے اُسے لوگوں کی پرواہ نہیں ہوتی۔ یہاں ایمان کی اصل تعریف ملتی ہے۔ کہ وَخَافُوْنِ صرف اللہ کا خوف ہونا چاہئے۔ ہر اُس چیز کو چھوڑ دے جس سے اللہ کی ناراضگی کا ڈر ہو۔ خوفِ خدا صرف رونے کا ڈر نہیں۔

صرف جہنم کی آگ سے نہیں ڈرنا بلکہ نارِ جہنم بنانے والے سے ڈرنا ہے۔ اللہ سے دُعا ہے کہ ہمیں دین کی خدمت کرنے والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایمان اور آزمائش کا گہرا تعلق ہے۔ یہ ترازو کی طرح ہے یا SeeSaw کی طرح سمجھ لیں۔ جب ایمان زیادہ ہوتا ہے تو آزمائش بھی بڑی آتی ہے۔

کبھی بیماری آجاتی ہے۔ کبھی کوئی اور غمی اور خوشی آجاتی ہے۔جب اللہ بندے کو آزمالیتاہے کہ یہ میرا بندہ ہے اور ایمان پر ثابت قدم ہو جاتا ہے تو آزمائشیں کم ہو جاتی ہیں۔

ایمان پر جم جائیں تو پھر انشاء اللہ دین کا سفر اچھا لگنے لگتا ہے۔ پھر مشکل آبھی جائے تو بندہ پرواہ نہیں کرتا۔ صحابہ کرامؓ پر کچھ دِن کوئی مشکل نہ آتی تو پریشان ہو جاتے کہ اللہ نے ہمیں آزمانا چھوڑ دیا ہے۔

اپنے آپ کو دیکھا کریں۔ عام لوگ عام حالات میں اچھا کام کرتے ہیں۔ لیکن مومن مشکل حالات میں بھی اچھا کام کرتا ہے۔ مومن اللہ سے دعا کرتا رہتا ہے۔ زندہ جسم کو چوٹ پر تکلیف تو ہوتی ہے۔ صرف مُردے کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ جب ایمان زندہ ہوتا ہے تو انسان مشکل میں بھی مسکراتا ہے۔ ایمان گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ یہ ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا۔

ایمان کے اندر ساری کیفیات ہوتی ہیں۔ کبھی سرسبز ہو گا۔ کبھی پھول لگیں گے کبھی نئے پتے آئیں گے۔ کبھی مرجھا جائے گا کبھی تازہ دم ہو گا۔ ہر مومن اور مسلمان کا ایمان مختلف درجے پر ہے۔ ہمارا ایمان ابو بکرؓ جیسا نہیں ہے۔ نیکیاں کرینگے تو ایمان بڑھے گا۔ گناہ کرینگے تو گھٹے گا۔ ایمان جتنا بڑھے گا ہمارے عمل سے ظاہر ہو گا۔ ہمارا بول، قول، ہمارا رہن سہن، لائف اسٹائل سے ہمارے ایمان کے لیول کا اظہار ہوتا ہے۔ جب بخار ہو تو آنکھیں لال ہوتی ہیں اور باہر سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہم وظیفوں کے لئے حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ پڑھتے ہیں، صحابہ کرامؓ ایمان کی وجہ سے پڑھتے تھے۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے ایمان کا لیول بھی بلند ہو جائے۔ آمین۔

ایک اور موضوع پورا ہُوا۔ مشکل حالات میں اللہ سے مدد مانگو۔

اگلا موضوع، جن کے پاس کوئی بڑا مقصد نہیں ہو تا وہ دوسروں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اور جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں ان (کی وجہ) سے غمگین نہ ہونا۔ یہ خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکتے خدا چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کو کچھ حصہ نہ دے اور ان کے لئے بڑا عذاب تیار ہے۔

بعض اوقات جو لوگ اسلام کے خلاف کوششیں کرتے ہیں۔ اُن پر کوئی بڑی مشکل نہیں پڑتی مثال عبداللہ بن اُبی، مدنی دور کے دس سال میں اُس پر کوئی مصیبت نہیں آئی۔ یہاں اللہ اُس کا جواب دے رہے ہیں۔ کہ ساری زندگی جو اسلام کے خلاف کام کرتے رہے اُس کی سزا تو انہیں ضرور ملے گی۔

کچھ لوگوں نے خود بھی کچھ نہ کیا اور سارا وقت دوسروں کی ہمت توڑتے رہے۔ ایسے لوگ اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ زندگی کا ایک مسئلہ تو آخرت کا ہے جو آنکھوں سے اوجھل ہے۔ جو لوگ اللہ کے دین کے خلاف کوششیں کرینگے وہ سزا ضرور پائیں گے۔

سورۃ مائدہ آیت 41 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛ اے پیغمبر! جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں (کچھ تو ان میں سے (ہیں) جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن ان کے دل مومن نہیں ہیں اور (کچھ) ان میں سے جو یہودی ہیں ان کی وجہ سے غمناک نہ ہونا یہ غلط باتیں بنانے کے لیے جاسوسی کرتے پھرتے ہیں اور ایسے لوگوں (کے بہکانے) کے لیے جاسوس بنے ہیں جو ابھی تمہارے پاس نہیں آئے (صحیح) باتوں کو ان کے مقامات (میں ثابت ہونے) کے بعد بدل دیتے ہیں (اور لوگوں سے) کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہی (حکم) ملے تو اسے قبول کرلینا اور اگر یہ نہ ملے تو اس سے احتراز کرنا اور اگر کسی کو خدا

گمراہ کرنا چاہے تو اس کے لیے تم کچھ بھی خدا سے (ہدایت کا) اختیار نہیں رکھتے یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے پاک کرنا نہیں چاہا ان کے لیے دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے (۴۱)

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٧﴾

جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر خرید اوہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہو گا۔

تو یہ لوگ خود سے بھی مطمئن نہیں ہیں۔ یہ لوگ ایمان دے کر کفر لے رہے ہیں۔ ایمان سے امن اور جنّت ملتی ہے۔ اللہ کی رضا ملتی ہے۔ کچھ لوگ اللہ کے مشن کو آگے بڑھتا دیکھ کر حسد کا شکار ہوتے ہیں۔ اسلام قبول کر کے قربانی نہ دینا کفر کی علامت ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿١٧٨﴾ اور کافر لوگ یہ نہ خیال کریں کہ ہم جو ان کو مہلت دیئے جاتے ہیں تو یہ ان کے حق میں اچھا ہے۔ (نہیں بلکہ) ہم ان کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کر لیں۔ آخر کار ان کو ذلیل کرنے والا عذاب ہو گا۔

نُمْلِي : م ل ی۔ مہلت دینا۔ لمبی عمر کو عیش و عشرت کی مہلت کے ساتھ گزارنا۔ یعنی زندگی لمبی ہو اور اللہ کے راستے میں نہ لگائی جائے۔

پیچھے اُحد کا تذکرہ تھا۔ آگے تذکرہ اُحد کا ہے۔ درمیان میں شہداء کا تذکرہ آیا اور ایمان والوں کی قربانیوں کو تذکرہ آیا۔

اور اب یہاں منافقین کا تذکرہ آ گیا۔ کہ وہ بڑے خوش ہیں کہ ہم جان بچا کر آ گئے ہیں۔ دراصل یہ تو ان کو مہلت ملی ہے۔ تا کہ ان کے گناہوں میں اضافہ ہو جائے۔ آخرت کا عذاب بہت سخت ہے۔

یہ حالات کیوں ہوتے ہیں؟

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٩﴾ (لوگو) جب تک خدا ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔ اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا البتہ خدا اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے۔ تو تم خدا پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تم کو اجر عظیم ملے گا۔

اس آیت میں اللہ اپنی کچھ سنّتیں بیان فرما رہے ہیں؛ یعنی جب کوئی سلیکشن آفیسر ہو تا کہ وہ یہ دیکھے کہ کون کس قابل ہے۔ جس طرح عام طور پر ہر چیز کوالٹی کے لحاظ سے قیمت رکھتی ہے۔ دنیا میں سب گھلے ملے رہتے ہیں۔ کسی کو نہیں پتا کہ کس کا ایمان کتنے درجے کا ہے؟ دِن کے کسی حصے میں جب دین کی خاطر کسی قربانی کا موقع آئے گا تو پھر پتا چل جائے گا۔ کون کتنی محنت کرنا چاہتا ہے۔ یعنی اللہ لوگوں

کو اصل کے مطابق پر کھ لیتا ہے۔ یعنی اللہ اپنے بندوں کو چیک کر تا رہتا ہے۔ کہ ان کو سبق بھول نہ جائے۔ اللہ نیک لوگوں کو بد سے الگ کر لیتے ہیں۔

1: (لوگو) جب تک خدا ناپاک کو پاک سے الگ نہ کر دے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہر گز نہیں رہنے دے گا۔

جب اکیلے بیٹھیں تو اپنے آپ سے پوچھیں کہ میں کیا کر سکتی ہوں؟ دین کی کیسے خدمت کروں۔ اللہ سے اپنی محبت اور اطاعت کا اظہار کیسے کروں؟ کونسی بُری عادت چھوڑ دوں، ایمان والوں کی زندگی آہستہ آہستہ بدلتی ہے۔ یہ نہیں کہ ایک صبح سو کر اُٹھیں تو مومن بن جائینگے۔ شہادت بھی ایک دم نہیں ملتی۔ پہلے چھوٹی چھوتی قربانیاں دیتے ہیں پھر اللہ آپ کو بڑی قربانی کے لئے چُن لیتا ہے۔

اللہ سے اپنا معاملہ سیدھا رکھیں۔ اللہ آپ کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

جو بندہ اللہ کے راستوں کو چھوڑتا ہے اُس کو عذاب ملتا ہے۔ عذاب کے بھی کئی درجے ہیں؛

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ عَذَابٌ اَلِيمٌ ۔ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔

کوئی ایسا ہے کہ برائی کو گناہ سمجھتا ہے لیکن کرتا رہتا ہے۔ کوئی ایسا ہے کہ بُرائی کو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ لوگوں کے معمولات بدل جاتے ہیں۔

ایک روایت کا خلاصہ ہے کہ فاجر کی نعمتوں پر رشک نہ کرنا۔ تم کو نہیں معلوم کہ مرنے کے بعد اُس پر کونسی مشکلات آنے والی ہیں۔ اللہ کے پاس ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

یہاں سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ نیکیوں کا شوق بھی بڑھنا چاہیئے۔

اپنے آپ کا جائزہ لیں کہ میرے اندر گناہ سے نفرت بڑھ رہی ہے اور دن بدن نیکیوں کو شوق پیدا ہو رہا ہے؟

کیا ہم دنیا کو قید خانہ سمجھتے ہیں۔ دوسروں کی طرف دیکھ کر رشک نہ کریں۔ بلکہ اللہ سے دعا کریں کہ یا اللہ تو مجھ سے راضی ہو جا۔ ایسا راضی ہو جا کہ کل جب تیرے سامنے آؤں تو مجھ سے خوش ہو۔

اُحد کے چند گھنٹوں میں پتا چل گیا کہ کون منافق ہے۔ آج کتنی جنگیں ہیں کیونکہ آج منافق بھی زیادہ ہیں۔ مخلص لوگوں کی چھانٹی ہو رہی ہے۔ ایمان کا امتحان ہے۔ نفاق کا نماز روزے اور حج سے پتا نہیں چلتا۔ جہاد سے پتا چلتا ہے۔ نفاق کا پتا دین کی جدوجہد سے چلتا ہے۔ ذاتی زندگی کو چھوڑ کر اجتماعی فائدے دیکھے جاتے ہیں کہ میں دین کو کیا فائدہ دے سکتا ہوں؟

اگر اللہ چاہتا تو منافقوں کے نام بتا دیتا لیکن نہیں یہ نشانیاں بتادی گئیں کہ قیامت تک لوگوں کو اِن علامات سے پہچان لیا جائے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰـىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں۔ (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لئے برا ہے وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ اور آسمانوں اور زمین کا وارث خدا ہی ہے۔ اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو معلوم ہے۔

سارادن ہم اپنامال دے کر چیزیں خریدتے ہیں۔ کبھی ایک کے ہاتھ میں کبھی دوسرے کے ہاتھ میں۔

یہاں سے اللہ کے راستے میں خرچ کی بات ہے۔

بُخل کے معنی ہیں کہ جہاں خرچ کرنے کی ضرورت تھی وہاں خرچ نہیں کیا گیا۔یعنی مال کو روک لینا۔

مثال زکوٰۃ نہ دینا۔ بہانے بنا کر اللہ کی راہ میں خرچ سے رک جانا۔

منافقوں کی جہاں بھی بات ہوتی ہے وہاں آخر میں مال میں بخل کی بات ضرور ہوتی ہے۔ جہاد میں مال خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔لوگ خرچ کرنے کی بجائے مال روک لیتے ہیں۔اور بڑا خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے جمع کر لیا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ اپنے پاس رکھو۔

زکوہ ادانہ کرنے والوں کامال قیامت والے دن سانپ کاروپ دھارلے گا اور زکواہ روکنے والے پر بھیانک عذاب کی صورت مسلط کر دیا جائے گا- دلیل

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا لیکن اس نے اس کی زکوہ نہ دی تو وہ دولت قیامت والے دن اس کے لئے گنجے سانپ کی شکل میں بنادی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (یہ دونوں نشانیاں سخت زہریلے سانپ کی ہیں) وہ سانپ اس کے گلے کا طوق بنادیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کی دونوں باچھیں پکڑ کے کھینچے گا اور کہے گا،

میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں

آج ہم اُسے بخیل کہتے ہیں جو اپنے اوپر یا اپنے گھر والوں پر خرچ نہیں کرتا۔ اللہ اُسے بخیل کہتا ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ کتنے لوگ بخیل ہیں۔ اور کتنے سخی ہیں۔ اللہ کے راستے میں ضرورت آئے تو وہاں خرچ کر دیں۔ اپنے اوپر کوئی ضرورت آئے تو اپنے اوپر خرچ کریں۔

یہ بھی درست نہیں کہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضروریات پوری نہ کی جائیں۔

اپنے پاس بھی ضرور کچھ ہونا چاہیے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا بہتر صدقہ وہ ہے جس کو ادا کرنے والا بعد میں بھی مالدار (غنی) رہے۔

آپ کو کچھ رقم جمع کرنے کی اجازت ہے تاکہ مشکل وقت میں کام آئیں۔

نقصان کہاں ہوتا ہے کہ اپنے اوپر تو ہزاروں لگائے جائیں اور اللہ کی راہ میں دینے سے دِل گھٹے۔

غریبوں کو نہ دیا جائے۔ ضرورت مند کو نہ دیا جائے۔

نیکی کرنا دل کا فیصلہ ہے عقل کا نہیں۔ اگر عقل کا فیصلہ ہو تو انسان سوچتا ہی رہ جائے۔

مثال کے طور پر ابو دہدہ اپنا باغ دینے سے پہلے حساب کتاب میں پڑ جاتے۔ over analyses کرتے اور آخر میں عقل جیت جاتی کہ سوچ لو کل بچوں کو کیسے پالو گے۔ ایسے بہت سے موقع آپ کی زندگی میں بھی آئے ہونگے۔

کیا یہ سچ ہے؟

کیا کبھی وقت پہ کیا ہوا فیصلہ یہ سوچ کر بدلا کہ وہ تو جذبات کی رو میں بہہ کر دیا تھا؟

لحاظہ جب نیکی کرنے کا خیال دل میں آئے تو فوراً بلا سوچے سمجھے کر ڈالیں اس سے پہلے کہ شیطان ارادہ بدلوا ڈالے۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿١٨١﴾

خدا نے ان لوگوں کا قول سن لیا ہے جو کہتے ہیں کہ خدا فقیر ہے۔ اور ہم امیر ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں ہم اس کو لکھ لیں گے۔ اور پیغمبروں کو جو یہ ناحق قتل کرتے رہے ہیں اس کو بھی (قلمبند کر رکھیں گے) اور (قیامت کے روز) کہیں گے کہ عذاب (آتش) سوزاں کے مزے چکھتے رہو۔

نعوذ باللہ یہودیوں نے یہ کہا کہ اللہ تو فقیر ہے ہم غنی ہیں۔ اللہ نے یہ سب کچھ لکھ کر رکھ لیا ہے۔

یہ بہت بری بات ہے۔ ان کے لئے آگ کا عذاب ہو گا۔

اتنی جرات انسان میں ایک دم نہیں آتی۔ صحابہ کرامؓ کی باتیں پڑھیں تو دل خوش ہوتا ہے۔

منافقین کی باتیں پڑھ کر دل بوجھل ہو جاتا ہے۔ وہ بڑھ چڑھ کر باتیں کرتے ہیں اور پھر زبان اتنی کھلتی ہے کہ اللہ پر بھی باتیں کرنے لگتے ہیں۔

ایک منافق نے یہ بات کہی۔ کہ خدا فقیر ہے۔ اور ہم امیر ہیں۔" ابو بکرؓ کو غصّہ آیا انہوں نے اُس کو ایک تھپڑ مار دیا۔ وہ اللہ کے نبیؐ کے پاس آگیا کہ ابو بکرؓ نے مجھے مارا ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے پوچھا تو ابو بکرؓ نے ساری بات بتا دی۔ وہ یہودی مکر گیا۔ اللہ نے یہ آیت نازل کر دی۔ آپ اللہ کے لئے سچ بول کر دیکھیں۔ اللہ سب سُن رہا ہے۔ آپ کے لئے گواہی آجاتی ہے۔

سوچ سمجھ کر بولیں۔ لیکن اگر سچ بول رہے ہیں تو پریشان نہ ہوں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہے۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿١٨٢﴾ یہ ان کاموں کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھ آگے بھیجتے رہے ہیں اور خدا تو بندوں پر مطلق ظلم نہیں کرتا

اگر آپ نے اللہ کی راہ میں دینا ہے تو دیں لیکن باتیں نہ کریں۔ مذاق میں بھی کوئی ایسی بات نہ کہیں۔ جس سے اللہ ناراض ہو۔ یہود نے نہ صرف اللہ کے نبیؐ کو نہیں مانا بلکہ وہ اپنے دور کے انبیاءؑ کو بھی نہیں مانتے تھے۔

پُرانے دور میں ایسا ہوتا تھا جیسا کے ہم نے ہابیل اور قابیل کے بارے میں بھی پڑھا ہے کہ وہ قربانی دیتے تھے۔ آسمان سے ایک آگ آ کر اُس قربانی یا نذر کو کھا لیتی تو قربانی منظور ہو جاتی ورنہ وہ چیز وہیں پڑی رہ جاتی۔

یہود کہتے کہ اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اُس نبی کو مانیں جس کی قربانی کو آگ کھا لے اور اللہ قبول کر لے۔

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٨٣﴾ جو لوگ کہتے ہی کہ خدا نے ہمیں حکم بھیجا ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر ہمارے پاس ایسی نیاز لے کر نہ آئے جس کو آگ آ کر کھا جائے تب تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں گے (اے پیغمبر

ان سے) کہہ دو کہ مجھ سے پہلے کئی پیغمبر تمہارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آئے اور وہ (معجزہ) بھی لائے جو تم کہتے ہو تو اگر سچے ہو تو تم نے ان کو قتل کیوں کیا؟

اللہ فرماتے ہیں کہ اے رسولؐ اللہ ان سے پوچھو۔ تمہارے پاس پہلے بھی کئی نبی آ چکے تھے لیکن تم نے اُن کو نہیں مانا۔ اُنہوں نے قربانی بھی دی تھی جو قبول ہوئی تھی۔

فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ جَآءُو بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيرِ ﴿١٨٤﴾ پھر اگر یہ لوگ تم کو سچانہ سمجھیں تو تم سے پہلے بہت سے پیغمبر کھلی ہوئی نشانیاں اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آ چکے ہیں اور لوگوں نے ان کو بھی سچا نہیں سمجھا۔

وہ کھلی نشانیاں لائے تھے۔ لیکن تم نے اُنہیں سچّا نہ سمجھا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۖ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتٰعُ الْغُرُورِ ﴿١٨٥﴾ ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اور تم کو قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔ تو جو شخص آتش جہنم سے دور رکھا گیا اور بہشت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچ گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

جس کو موت یاد ہو گی وہ ایسے بڑھ چڑھ کر باتیں نہیں کرینگے۔

اللہ نے سب کو زبان دی ہے۔ یہ بھی امتحان ہے کہ ہم کیسے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ کا فضل ہے کہ ہم جیسے بھی بولیں ہمیں کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جو مرضی بولو لیکن موت سب کو آنی ہے۔ پھر سوال کیا جائے گا۔

جب کسی سے کہا جائے کہ قران کے لئے آئیں۔ تو بہانے پر بہانے کرتے ہیں۔

کار جہاں دراز ہے، اب مرا انتظار کر

اللہ ہماری سب باتیں سُن رہا ہے۔ سمع اللہ لمن حمدہ ہم نماز میں بھی یہی کہتے ہیں۔

ایک خاص بات یہ بھی کہ ہمیں اَدب سیکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کے بارے میں کیسے بات کرنی ہے کیا کہنا ہے؟ اللہ کے نبی ﷺ کا ادب و احترام کرنا ہے۔ اللہ اور نبیؐ کی اطاعت کرنی ہے۔

انبیاء کرامؑ کا کیسے احترام کرنا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا ادب کرنا ہے۔ اساتذہ اور دیندار وں کا احترام کرنا ہے۔ ہر بندے کا ادب کریں۔ بد تمیزی پر نہ اُتریں۔ زبان کو سوچ سمجھ کر استعمال کریں۔

بچوں کے ساتھ بھی بد تمیزی نہ کریں۔ کیونکہ عادت خراب ہوتی ہے۔ بچوں کو بھی غلط مثال ملتی ہے۔